

اردو تراجم قرآن پر ایک نظر

مولانا محمد امانت اللہ اصلاحی کے افادات کی روشنی میں -۱۰

(۶۵) ترجمہ میں تفسیری اضافہ

قرآن مجید کے مختلف ترجموں کو پڑھتے ہوئے کہیں کہیں معلوم ہوتا ہے کہ مترجم نے ترجمہ کرتے ہوئے بعض ایسے اضافے کردئے جن کا محل ترجمہ نہیں بلکہ تفسیر ہے، ایسے اضافے اگر تو سین کے اندر کئے جاتے ہیں تو قابل اعتراض نہیں ہوتے ہیں کیونکہ قاری یہ سمجھتا ہے کہ تو سین کے اضافے دراصل تفسیری اور توضیحی نوعیت کے ہوتے ہیں، البتہ جب تو سین کے بغیر ایسے اضافے ہوں تو وہ قابل اعتراض ٹھہرتے ہیں، کیونکہ قاری ان کو عین الفاظ قرآنی کا ترجمہ سمجھتا ہے۔ اس کو حسب ذیل مثالوں سے سمجھا جاسکتا ہے:

(۱) وَيَسِّرِ اللّٰهُنَّ اَمْنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرٰى مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رَزَقُوا قَالُوْا هٰذَا الَّذِى رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاَتُوْا بِهٖ مُّتَشٰبِهًا وَلَهُمْ فِيْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ (البقرة: ۲۵)

”اور اے پیغمبر، جو لوگ اس کتاب پر ایمان لے آئیں اور (اس کے مطابق) اپنے عمل درست کر لیں، انہیں خوش خبری دے دو کہ ان کے لیے ایسے باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان باغوں کے پھل صورت میں دنیا کے پھلوں سے ملتے جلتے ہونگے جب کوئی پھل انہیں کھانے کو دیا جائے گا، تو وہ کہیں گے کہ ایسے ہی پھل اس سے پہلے دنیا میں ہم کو دیے جاتے تھے ان کے لیے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی، اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔“ (سید مودودی)

آیت کے آئینے میں ترجمہ دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ترجمہ میں دو مقامات پر دنیا کا تذکرہ ہے جبکہ آیت میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جس کا ترجمہ دنیا سے کیا جائے، یہ ایک تفسیری اضافہ ہے جس کو تو سین میں مذکور ہونا چاہئے تھا۔

اس کے بالمقابل مذکورہ ذیل ترجمے میں الفاظ کی بھرپور رعایت کی گئی ہے:

”اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، ان کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لیے (نعت کے) باغ ہیں، جن

* ہیڈ آف ریسرچ، دار الشریعہ متحدہ عرب امارات۔ mohiuddin.ghazi@gmail.com

_____ ماہنامہ الشریعہ (۳۴) اگست ۲۰۱۵ _____

کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ جب انہیں ان میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے، یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا۔ اور ان کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوے دیئے جائیں گے اور وہاں ان کے لیے پاک بیویاں ہوں گی اور وہ بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے۔“ (فتح محمد جالندھری)

یہ ترجمہ آیت کے الفاظ کے مطابق ہے۔ الفاظ کی رو سے یہ بات زیادہ قوی معلوم ہوتی ہے کہ آیت میں جنت کے پھلوں کی باہم مشابہت کو بیان کیا گیا ہے، اور اس باہمی مشابہت سے پھلوں کے انواع کی کثرت مراد ہے، کہ ہر نئے پھل کو دیکھ کر لگے گا کہ اس طرح کا پھل پہلے بھی مل چکا ہے۔

سید مودودی اور دیگر مفسرین نے جو مفہوم اختیار کیا ہے اس کی گنجائش ہو سکتی تھی اگر آیت میں کُلَّمَا کی جگہ لفظ لَمَّا ہوتا، کیونکہ کُلَّمَا کے اندر استمرار کا مفہوم ہوتا ہے اور اس کا ترجمہ ہوتا ہے جب جب اور جب کبھی، اب ظاہر ہے کہ جنت کی طویل ابدی زندگی میں ہمیشہ ہر پھل کو دیکھ کر دنیا کی مختصر زندگی کے پھلوں کو یاد کرنا قرین قیاس نہیں لگتا، اس لئے لفظ اور صورت حال کے مناسب مفہوم یہی لگتا ہے کہ وہ جنت کے پھلوں کو ان کی بے پناہ کثرت کی وجہ سے ایک دوسرے کے مشابہ قرار دیں گے۔

مولانا امانت اللہ اصلاحی کا خیال ہے کہ آیت میں پھلوں کے لئے لفظ ما کے بجائے الذی استعمال کیا گیا ہے، جس سے مفہوم یہ نکلتا ہے کہ وہ ہر نیا پھل شوق کے ساتھ لیں گے، اور کسی پھل کے سلسلے میں ناپسندیدگی یا اکتاہٹ محسوس نہیں کریں گے۔

(۲) فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ۔ (الاعراف: ۱۶۲)

”تو ان میں سے ان لوگوں نے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم ڈھائے، اس کو بدل دیا کہی ہوئی بات سے مختلف بات سے۔ تو ہم نے ان پر ایک آفت ساوی بھیجی بوجہ اس کے کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔“ (امین احسن اصلاحی)

اس ترجمہ میں دو باتیں قابل توجہ ہیں ایک تو آیت کے الفاظ میں مطلق ظلم کا ذکر ہے، ”اپنی جانوں پر“ دونوں مقامات پر مترجم قرآن کا اضافہ ہے، جسے اگر ذکر کرنا تھا تو قوسین میں کرنا چاہئے تھا۔

دوسری بات یہ کہ ”اس کو بدل دیا کہی ہوئی بات سے مختلف بات“ غلط ترجمہ ہے، کیونکہ کسی اور چیز کو بدلنے کی بات نہیں ہے بلکہ جو بات کہی گئی تھی اس کو دوسری بات سے بدل دینے کا ذکر ہے۔ یہ سادہ سی بات ترجمہ کی غلطی سے گجھلک ہو گئی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس آیت سے ملتی جلتی ذیل کی آیت کے ترجمہ میں مترجم نے ان دونوں پہلوؤں کی پوری رعایت کی ہے:

فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ۔ (البقرة: ۵۹)

”تو جنہوں نے ظلم کیا انہوں نے بدل دیا اس بات کو جو ان سے کہی گئی تھی دوسری بات سے۔ پس ہم نے ان لوگوں

_____ ماہنامہ الشریعہ (۳۵) اگست ۲۰۱۵ _____

پر جنہوں نے ظلم کیا، ان کی نافرمانی کے سبب سے آسمان سے عذاب اتارا۔ (امین احسن اصلاحی)
(۳) اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ۔ (الزمر: ۳۶)

”کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے؟ اور یہ تم کو ان سے ڈراتے ہیں جو اس کے سوا انہوں نے بنارکھے ہیں۔ اور جس کو خدا گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں بن سکتا ہے۔ (امین احسن اصلاحی)
اس ترجمہ میں (بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ) کا ترجمہ ”جو اس کے سوا انہوں نے بنارکھے ہیں“ کیا ہے، اس میں ”انہوں نے بنارکھے“ زائد ہے، درست ترجمہ ہوگا ”جو اس کے سوا ہیں“۔

”اور یہ (کفار) آپ کو اللہ کے سوا ان بتوں سے (جن کی یہ پوجا کرتے ہیں) ڈراتے ہیں“۔ (طاہر القادری، اس ترجمہ میں ”ان بتوں سے“ زائد ہے جس کا آیت کے الفاظ میں ذکر نہیں ہے)

آیت کا درست ترجمہ یوں ہے:

”(اے نبی) کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟ یہ لوگ اُس کے سوا دوسروں سے تم کو ڈراتے ہیں حالانکہ اللہ جسے گمراہی میں ڈال دے اُسے کوئی راستہ دکھانے والا نہیں“ (سید مودودی)

(۶۶) معجزین کا ترجمہ

معجز کا لفظی ترجمہ ہے، بے بس کر دینے والا، اور جب سیاق کلام میں اللہ کی پکڑ کے تذکرہ کا ہو، تو اس کا مطلب ہوگا اللہ کے قابو سے باہر نکل جانا والا۔ وجہ واضح ہے کہ کلام میں اس کی نفی نہیں کی جا رہی ہے کہ وہ اللہ کو بے بس کر دیں گے، بلکہ یہ بتایا جا رہا ہے کہ یہ لوگ اللہ کی پکڑ سے اور اس کے عذاب کی گرفت سے بچ نہیں سکیں گے۔ عام طور سے مترجمین نے عاجز کرنے، تھکا دینے اور بے بس کرنے کا مفہوم لیا ہے، جو لفظ کے مفہوم سے قریب ہے، البتہ بعض مقامات پر بعض مترجمین نے ہرانے اور مغلوب کرنے کا ترجمہ کیا ہے، یہ ترجمہ درست نہیں ہے، کیونکہ ہرا دینے اور مغلوب کر دینے میں جس مقابلہ آرائی کا تصور پایا جاتا ہے اس کا یہاں ذکر نہیں ہو رہا ہے۔ حسب ذیل مثالوں میں اس فرق کو محسوس کیا جاسکتا ہے:

(۱) اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَآتٍ وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ۔ (الانعام: ۱۳۴)

”کچھ شک نہیں کہ جو وعدہ تم سے کیا جاتا ہے وہ (وقوع میں) آنے والا ہے اور تم (خدا کو) مغلوب نہیں کر سکتے۔“ (فتح محمد جالندھری)

”جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ آکر رہے گی، اور تم (ہمارے) قابو سے باہر نہیں جاسکتے۔“ (امین احسن

اصلاحی)

(۲) وَيَسْتَنْبِغُوْنَكَ اَحَقُّ هُوَ قُلْ اِيَّ وَرَبِّيْ اِنَّهُ لَحَقُّ وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ۔ (یونس: ۵۳)

”پھر پوچھتے ہیں کیا واقعی یہ سچ ہے جو تم کہہ رہے ہو؟ کہو، میرے رب کی قسم، یہ بالکل سچ ہے اور تم اتنا بیل بوتائیں

_____ ماہنامہ الشریعہ (۳۶) اگست ۲۰۱۵ _____

رکھتے کہ اسے ظہور میں آنے سے روک دو۔ (سید مودودی)
 ”اور وہ تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات واقعی ہے؟ کہہ دو کہ ہاں، میرے رب کی قسم، یہ شدنی ہے۔ اور تم قابو سے باہر نہیں نکل سکو گے۔“ (امین احسن اصلاحی، چونکہ ماحملہ حالیہ پر لگتا ہے، اس لئے نہیں نکل سکتے، درست ترجمہ ہے، سورہ انعام والی آیت میں مترجم نے اس کی رعایت کی ہے۔)

(۳) اُولَئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ۔ (ہود: ۲۰)
 ”یہ لوگ زمین میں (کہیں بھاگ کر خدا کو) نہیں ہر سکتے۔“ (فتح محمد جالندھری)
 ”نہ یہ لوگ دنیا میں اللہ کو ہر سکتے۔“ (محمد جونا گڑھی)
 ”یہ زمین میں خدا کے قابو سے باہر نہیں۔“ (امین احسن اصلاحی)
 (۴) قَالَ إِنَّمَا يَأْتِيَكُمْ بِهِ اللَّهُ إِنْ شَاءَ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ۔ (ہود: ۳۳)
 ”نوح نے جواب دیا: ”وہ تو اللہ ہی لائے گا، اگر چاہے گا، اور تم اتنا بل بوتہ نہیں رکھتے کہ اسے روک دو۔“ (سید مودودی)

”جواب دیا کہ اسے بھی اللہ تعالیٰ ہی لائے گا اگر وہ چاہے اور ہاں تم اسے ہرانے والے نہیں ہو۔“ (محمد جونا گڑھی)
 ”نوح نے کہا کہ اس کو خدا ہی چاہے گا تو نازل کرے گا۔ اور تم (اُس کو کسی طرح) ہر نہیں سکتے۔“ (فتح محمد جالندھری)

”اس نے جواب دیا کہ اس کو تو تم پر اللہ ہی لائے گا اگر وہ چاہے گا اور تم اس کے قابو سے باہر نہ نکل سکو گے۔“ (امین احسن اصلاحی، یہاں بھی مکی وجہ سے حال کا ترجمہ کرنا چاہئے، درست ترجمہ ہے، تم اس کے قابو سے باہر نہیں نکل سکتے)

(۵) لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمُ النَّارُ وَلَبِئْسَ الْمَصِيرُ۔ (النور: ۵۷)
 ”اور ایسا خیال نہ کرنا کہ تم پر کافر لوگ غالب آجائیں گے (وہ جا ہی کہاں سکتے ہیں) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔“ (فتح محمد جالندھری)

”یہ خیال آپ کبھی بھی نہ کرنا کہ منکر لوگ زمین میں (ادھر ادھر بھاگ کر) ہمیں ہر دینے والے ہیں، ان کا اصلی ٹھکانا تو جہنم ہے جو یقیناً بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔“ (محمد جونا گڑھی)
 ”ان کافروں کی نسبت یہ گمان نہ کرو کہ یہ زمین میں ہمارے قابو سے باہر نکل جائیں گے۔ اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بے شک نہایت ہی برا ٹھکانا ہے۔“ (امین احسن اصلاحی)

(۶) فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَؤُلَاءِ سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ۔ (الزمر: ۵۱)

_____ ماہنامہ الشریعہ (۳۷) اگست ۲۰۱۵ _____

”پھر ان کی تمام برائیاں ان پر آ پڑیں، اور ان میں سے بھی جو گناہ گار ہیں ان کی کی ہوئی برائیاں بھی اب ان پر آ پڑیں گی، یہ (ہمیں) ہر دینے والے نہیں۔“ (محمد جو نا گڑھی)

”تو ان پر پڑ گئیں ان کی کمائیوں کی برائیاں اور وہ جو ان میں ظالم ہیں عنقریب ان پر پڑیں گی ان کی کمائیوں کی برائیاں اور وہ قابو سے نہیں نکل سکتے۔“ (احمد رضا خان)

(۷) وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ۔ (الشوریٰ: ۳۱)

”اور تم زمین میں (پناہ لے کر اس کو) ہر انہیں سکتے اور خدا کے سوا تمہارا کوئی بھی حامی و مددگار نہیں۔“ (اشرف علی تھانوی)

”اور تم زمین میں قابو سے نہیں نکل سکتے اور نہ اللہ کے مقابل تمہارا کوئی دوست نہ مددگار۔“ (احمد رضا خان)

(۸) قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَا أَغْنَى عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَؤُلَاءِ سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَمَا لَهُمْ بِمُعْجِزِينَ۔ (الزمر: ۵۰-۵۱)

”ان سے پہلے والوں نے بھی یہ بات کہی تو ان کی کمائی ان کے کچھ کام آنے والی نہ بنی، پس ان کے اعمال کے برے نتائج ان کے سامنے آئے اور ان لوگوں میں سے بھی جنہوں نے شرک کیا ہے، ان کے سامنے ان کے اعمال کے برے نتائج جلد آ کے رہیں گے۔ اور یہ ہم کو ہر آنے والے نہیں بن سکتے۔“ (امین احسن اصلاحی، ظلمو کا ترجمہ شرک کیا کرنا درست نہیں ہے۔)

”ان سے اگلے بھی یہی بات کہہ چکے ہیں پس ان کی کارروائی ان کے کچھ کام نہ آئی، پھر ان کی تمام برائیاں ان پر آ پڑیں، اور ان میں سے بھی جو گناہ گار ہیں ان کی کی ہوئی برائیاں بھی اب ان پر آ پڑیں گی، یہ (ہمیں) ہر دینے والے نہیں۔“ (محمد جو نا گڑھی، وَالَّذِينَ ظَلَمُوا کا ترجمہ گناہ گار کرنا درست نہیں ہے)

”ان سے اگلے بھی ایسے ہی کہہ چکے تو ان کا کمایا ان کے کچھ کام نہ آیا، تو ان پر پڑ گئیں ان کی کمائیوں کی برائیاں اور وہ جو ان میں ظالم ہیں عنقریب ان پر پڑیں گی ان کی کمائیوں کی برائیاں اور وہ قابو سے نہیں نکل سکتے۔“ (احمد رضا خان)

مولانا امانت اللہ اصلاحی کا خیال ہے کہ (وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَؤُلَاءِ) میں من تبعض کا نہیں بلکہ بیان یہ ہے، ”ان میں جنہوں نے ظلم کیا“ کی بجائے ترجمہ ہوگا ”اور یہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا“ آیتوں کا ترجمہ ہوگا:

”ان سے پہلے والوں نے بھی یہ بات کہی تو ان کی کمائی ان کے کچھ کام آنے والی نہ بنی، پس ان کے اعمال کے برے نتائج ان کے سامنے آئے اور یہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا، ان کے سامنے بھی ان کے اعمال کے برے نتائج جلد آ کے رہیں گے۔ اور یہ ہمارے بس سے نہیں نکل سکتے۔“ (امانت اللہ اصلاحی)

(۶۷) فصل ماضی کا ترجمہ حال یا مستقبل سے

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ

_____ ماہنامہ الشریعہ (۳۸) اگست ۲۰۱۵ _____

ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرًا لِّاُولٰٓئِى الْاَلْبَابِ - (الزمر: ٢١)

آیت مذکورہ میں پہلے دو افعال ماضی کے صیغے میں ہیں، جبکہ بعد کے تمام افعال مضارع کے صیغے میں ہیں، اس کی رعایت ترجمہ میں ہونا چاہئے تھی، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بعض مترجمین نے اس فرق کی رعایت نہیں کی ہے، اور تمام افعال کا استمراری حال کا ترجمہ کیا ہے مندرجہ ذیل دو مثالیں ملاحظہ ہوں:

”کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی اتارتا ہے اور اسے زمین کی سوتوں میں پہنچاتا ہے، پھر اسی کے ذریعہ سے مختلف قسم کی کھیتیاں اگاتا ہے پھر وہ خشک ہو جاتی ہیں اور آپ انہیں زرد رنگ دیکھتے ہیں پھر انہیں ریزہ ریزہ کر دیتا ہے، اس میں عقل مندوں کے لئے بہت زیادہ نصیحت ہے“۔ (محمد جونا گڑھی)

”دیکھتے نہیں کہ اللہ ہی اتارتا ہے آسمان سے پانی، پس اس کے چشمے جاری کر دیتا ہے زمین میں۔ پھر اس سے پیدا کرتا ہے کھیتیاں مختلف قسموں کی، پھر وہ خشک ہونے لگتی ہیں اور تم ان کو زرد دیکھتے ہو، پھر وہ ان کو ریزہ ریزہ کر دیتا ہے، بے شک اس کے اندر اہل عقل کے لئے بڑی یاد دہانی ہے“۔ (امین احسن اصلاحی)

جبکہ مندرجہ ذیل ترجمہ میں صیغوں کے اس فرق کی پوری رعایت کی گئی ہے:

”کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کو سوتوں اور دریاؤں کی شکل میں زمین کے اندر جاری کیا، پھر اس پانی کے ذریعہ سے وہ طرح طرح کی کھیتیاں نکالتا ہے جن کی قسمیں مختلف ہیں، پھر وہ کھیتیاں پک کر سوکھ جاتی ہیں، پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد پڑ گئیں، پھر آخر کار اللہ ان کو بھس بنا دیتا ہے درحقیقت اس میں ایک سبق ہے عقل رکھنے والوں کے لیے“ (سید مودودی)

(جاری)